OPEN ACCESS

AL-TABYEEN

(Bi-Annual Research Journal of Islamic Studies)

Published by: ***Department of Islamic Studies, The University of Lahore, Lahore.***

ISSN (Print) : 2664-1178
ISSN (Online) : 2664-1186
Jan-june-2022
Vol: 6, Issue: 1
Email: altabyeen@ais.uol.edu.pk
OJS: hpej.net/journals/al-tabyeen/index

حرام چیز بطورِ دوا استعمال کرنے میں شریعتِ اسلامیہ کا نقطۂ نظر

حافظ معظم شاہ*

ڈاکٹر حافظ حارث سلیم**

ABSTRACT

The outbreak of the corona virous disease COVID-19 has severely affected the various aspects of life of the people. Today the humankind faces an unparalleled situation, with prevalent fear and anxiety in the face of the coronavirus disease. Health and medical authorities have made efforts and took serious steps to control this pandemic disease. In this regard, various health organizations and agencies have developed different types of vaccines to prevent people from getting covid-19. The government of Pakistan has also planned to provide corona vaccine to the people. However, a debate among Muslim scholars have emerged recently, about the permissibility of vaccination from shariah perspective and has become controversial discourse among them. Some Muslim scholars do not allow vaccination because of the use of substance and ingredients in these vaccines forbidden in Islam, in addition to some other reasons they have referred in their

* لیکچرر، شعبہ شریعہ، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

** لیکچرر، شعبہ عربی، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

discussion. While others allow to use such vaccines based on shariah maxims relating to necessity and importance of saving of life. This controversy among contemporary Muslim Jurists has led to a reluctance among Muslim community to get vaccination against corona virous. Therefore, it is important to discuss the issue of vaccination in the light of shariah. This study will focus on vaccination against covid-19 from Islamic perspective. It will be a qualitative and analytical research. The rules and principles of Sharī'ah and opinions of the Muslim jurists regarding this issue will be extracted and quoted on the basis of Maqasid e shariah (objectives of shariah). Moreover, different ways of research in Islamic jurisprudence like Istaqrā` (induction), Istadlāl (deduction) and Qiyās (Analogy) will be used for elaboration, explanation and interpretation of this issue.

Keywords: کووڈ19 حفظ النفس, مقاصد شریعہ, ویکسینیشن, کروناوائرس

اسلام ایک جامع نظام حیات ہے اور اورانسانی زندگی کے تمام پہلوؤں کو محیط ہے۔ شریعت اسلامیہ نے ایسے اصول بتادیے ہیں جو ہر زمانے کے مختلف حالات میں مطلوبہ رہنمائی میسر کرنے کی بھرپور صلاحیت رکھتے ہیں۔ موجودہ کروناوبا کے نتیجے میں پیش آمدہ حالات بھی شریعت اسلامیہ کی رہنمائی کے محتاج ہیں۔ مسلمانوں کو اس وبا سے نمٹنے کے لیے قدم بقدم شریعت اسلامیہ کی رہنمائی کی ضرورت ہے۔ ان مسائل میں ایک اہم مسئلہ کرونا سے بچاو کے لیے ویکسین کا استعمال ہے ویسے تو شریعت اسلامیہ نے ان تمام تدابیر کو اختیار کرنے کا حکم دیا ہے جس سے انسانی جان کی بیماریوں سے حفاظت ممکن ہو، تاہم اس سلسلے میں شریعت اسلامیہ نے یہ بھی تاکید کی ہے کہ صرف پاک اور جائز اشیاء کو بطور دوائی استعمال کیا جائے۔ البتہ اگر یہ یقین ہو کہ کوئی ایسی پاک چیز میسر نہیں تو پھر شروط اور قیود کے ساتھ حرام چیز کے ذریعے بعض حالات میں علاج کی گنجائش موجود ہے۔ کرونا ویکسین کے سلسلے میں بعض علماء نے یہ سوال اٹھایا ہے کہ اگر کرونا ویکسین میں حرام اشیاء کی آمیزش ہو تو اس صورت میں اس ویکسین کو استعمال کرنے کا کیا حکم ہے۔ یہ سوال اس لیے زیادہ اہم اور ضروری ہے، کہ ویکسین کا استعمال اس وقت

کیا جاتا ہے جب بیماری موجود نہ ہو یعنی یہ آئندہ بیماری سے بچاؤ کے لیے استعمال کی جاتی ہے۔ اب بیماری فی الحال موجود بھی نہ ہو اور آئندہ اس بیماری کے آنے کا یقین بھی نہ ہو تو پھر صرف مستقبل میں اس بیماری سے حفاظت کے لیے ایسی ویکسین کے استعمال کا شرعی حکم کیا ہو گا جس میں حرام مواد شامل ہوں۔ یاد رہے کہ یہ بحث اس مفروضے کے تناظر میں ہے کہ اگر ایسی ویکسین آجائے جس میں حرام اشیاء کی امیزش ہو۔ یہ سوال مذکورہ صورت حال کے پیش نظر اہمیت کا حامل ہے، کیوں کہ حرام اور نجس اشیاء کا استعمال اور خصوصا ان کو کھانا یا پینا شریعت اسلامیہ میں حرام ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ﴾[1] "اور ان کے لیے پاکیزہ چیزوں کو حلال قرار دیتے ہیں اور خبیث چیزوں کو ان پر حرام قرار دیتے ہیں" اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بڑی وضاحت کے ساتھ ارشاد فرمایا ہے کہ مسلمان کے لیے صرف پاکیزہ چیزوں کے استعمال کی اجازت ہے اور نجس اور ناپاک چیزوں سے بچنا ضروری ہے۔

احتیاطی تدابیر کے سلسلے میں شریعت کا نقطہ نظر

انسانی جان کی حفاظت شریعت اسلامیہ کے مقاصد میں سے ایک اہم مقصد ہے۔ قرآن کریم اور احادیث نبویہ ﷺ میں حفظِ جان کے بارے میں واضح ہدایات ملتی ہیں۔ چنانچہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔ ﴿وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ﴾[2] "اپنے نفس کو ہلاکت میں نہ ڈالو" اسی طرح ایک آیت میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا﴾[3] "کہ جس نے کسی انسان کو خون کے بدلے یا زمین میں فساد پھیلانے کے سوا کسی اور وجہ سے قتل کیا اس نے گویا تمام انسانیت کو قتل کر دیا" اس سلسلے میں شریعت اسلامیہ نے بیماری کی صورت میں علاج کرنے اور بیماری سے شفایابی کے حصول کے لیے جہاں مختلف احتیاطی تدابیر اختیار کرنے پر بھی زور دیا ہے وہاں علاج کرنے کا بھی حکم دیا ہے۔

---

[1] الأعراف : 157
[2] البقرة: 195
[3] البقرة: 32

چنانچہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے۔یَا عِبَادَ اللهِ تَدَاوَوْا، فَإِنَّ اللَّهَ لَمْ يَضَعْ دَاءً إِلاَّ وَضَعَ لَهُ شِفَاءً[1]

"اللہ کے بندو (بیماری کے علاج کے لیے) دوا استعمال کرو، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے جو بھی بیماری پیدا کی ہے اس کے لیے دوا بھی پیدا کی ہے۔"

حرام اور نجس اشیاء کے ذریعے علاج کا شرعی حکم

حرام اور نجس اشیاء سے علاج کے بارے میں فقہاء کی آراء کا مطالعہ کرنے کے بعد درج ذیل مذاہب سامنے آئے ہیں:

پہلا مذہب

بعض، حنفیہ[2]، مالکیہ،[3] شوافع[4] اور حنابلہ[5] کی رائے یہ ہے کہ حرام اور نجس اشیاء سے علاج کسی بھی صورت جائز نہیں۔یہ حضرات ان احادیث سے استدلال کرتے ہیں جس میں حرام اشیاء سے علاج کے بارے میں مطلقاً عدم جواز کا ذکر ہے۔ جیسے کہ ایک حدیث ہے جس میں منقول ہے کہ آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ کیا شراب کو دوائی کے طور پر استعمال کیا جاسکتا ہے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ شراب تو خود بیماری ہے وہ کوئی دوائی نہیں۔[6]

دوسرا مذہب

دوسرا مذہب ان لوگوں کا ہے جو حرام اور نجس اشیاء سے علاج کے قائل ہیں ان فقہاء میں سے بعض کی رائے یہ ہے کہ تداوی بالمحرم مطلقاً جائز ہے اور وہ علاج کے لیے حرام چیز کے استعمال کے لیے کوئی شرط نہیں لگاتے۔یہ

---

[1] الترمذي أبو عيسى ، محمد بن عيسى بن سَوْرة بن موسى بن الضحاك، الجامع الكبير - سنن الترمذي، دار الغرب الإسلامي – بيروت، 1998 م ،3: 451، حديث: 238

[2] ابن عابدین، ردا ، المحتار علی ا لدرالحتار، دار الفکر، بیروت ، 1386 ہ طبعہ ثانیہ 6 : 331

[3] العبدری ، محمد، التاج والاکلیل ، دارالفکر ، بیروت ، الطبقه الثانیه، 3: 243

[4] النووی، یحیی بن شرف ،روضة الطالبین ، المکتب الاسلامی ، بیروت، 3،1405: 285 البہوتی، منصوربن یونس ، کشفا القناع، دارالفکر بیروت ، 1402 ، 6: 189

[5] البہوتی، منصوربن یونس ، کشفا القناع، دارالفکر بیروت ، 1402 ، 6: 189

[6] مسلم ، مسلم بن الحجاج القشیری، صحیح مسلم، ، کتاب الاشربة۔ حدیث نمبر 3670

رائے علامہ ابن حزم ظاہری کی ہے۔[1] جبکہ بعض دیگر حضرات علاج کے لیے حرام چیز کے استعمال کے لیے بعض شرائط لگاتے ہیں۔

جمہور حنفیہ کی رائے:

احناف کی رائے ہے کہ علاج کے لیے حرام چیز کا استعمال دو شرطوں کے ساتھ جائز ہے:

1. پہلی شرط یہ ہے کہ کوئی متبادل حلال طریقہ علاج نہ ہو۔
2. کوئی مسلم ماہر طبیب یہ کہہ دے کہ اس بیماری کا علاج اس حرام چیز کے استعمال میں ہے۔[2] احناف دلیل کے طور پر درج ذیل آیت پیش کرتے ہیں۔﴿وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ إِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ إِلَيْهِ﴾[3] حالانکہ بلاشبہ اس نے تمہارے لیے وہ چیزیں کھول کر بیان کر دی ہیں جو اس نے تم پر حرام کی ہیں، مگر جس کی طرف تم مجبور کر دیے جاؤ۔اسی طرح رسول ﷺ نے قبیلہ عرینۃ کے بعض لوگوں کو اونٹوں کے پیشاب پینے کی اجازت دی۔[4]

جمہور شوافع کی رائے:

جمہور شوافع کی رائے یہ ہے کہ نشہ آور اشیاء سے علاج کسی صورت میں بھی جائز نہیں جبکہ نشہ آور اشیاء کے علاوہ دیگر اشیاء سے ضرورت کے وقت علاج جائز ہے بشرطیکہ کوئی جائز دواء نہ ہو۔[5] جمہور شوافع اس سلسلے میں یہ دلیل پیش کرتے ہیں۔ کہ چونکہ سابقہ ذکر کردہ حدیث میں مسکر (نشہ آور) کے بارے میں رسول ﷺ نے فرمایا کہ نشہ آور چیز بیماری ہے اور اس سے علاج درست نہیں۔ جبکہ حدیث العرنیین میں رسول ﷺ نے نجس اور حرام کے استعمال کی اجازت دی، اس سے معلوم ہوا کہ مسکر کے علاوہ دیگر نجس اور حرام اشیاء کے ذریعے بیماری کا علاج جائز ہے جبکہ کوئی دوسرا ذریعہ علاج میسر نہ ہو۔

---

[1] الظاہری، ابن حزم، المحلی بالآثار دارالآفاق الجدیدۃ، بیروت، 1: 186

[2] ابن عابدین، ردالمحتار، 6: 289

[3] الأنعام: 119

[4] البخاری، صحیح البخاری، باب القسامه حدیث نمبر: 639

[5] النووی، محی الدین یحیٰ بن شرف النوری، المجموع، دارالفکر بیروت، 1417ھ، 9: 45

شوافع کا ایک شاذ قول: امام نوویؒ نے اپنی کتاب المجموع میں امام رافعیؒ کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ ہر قسم کے حرام اور نجس اشیاء کو علاج کے لیے استعمال کرنا حرام ہے صرف اونٹوں کا پیشاب بوقت ضرورت علاج کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے۔[1]

ظاہر ہے اس سلسلے میں ان کا استدلال حدیث العرنیین سے ہے کہ اس میں صرف ابوال الابل (اونٹوں کے پیشاب) کے استعمال کی اجازت ہے۔ اسی طرح حدیث میں بیماری کی صورت میں مردوں کے لیے ریشم کے کپڑے کے استعمال کی اجازت ہے۔ مندرجہ بالا بحث پر نظر دوڑانے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ علاج کے لیے حرام اور نجس چیز کے استعمال کے سلسلے میں درج ذیل پانچ اقوال ہیں:

- پہلا قول یہ ہے کہ علاج کے لیے حرام اور نجس اشیاء کا استعمال ہر صورت میں منع ہے۔ یہ جمہور فقہاء کی رائے ہے۔
- دوسرا قول یہ ہے کہ علاج کے لیے حرام اور نجس اشیاء کا استعمال مطلقاً جائز ہے یہ علامہ ابن حزم کی رائے ہے۔
- تیسرا قول یہ ہے کہ حرام اشیاء اور نجس اشیاء کے ذریعے علاج بعض شرائط کے ساتھ جائز ہے۔ یہ جمہور حنفیہ کی رائے ہے۔
- چوتھا قول یہ ہے اگر کوئی جائز ذریعہ علاج نہ ہو تو پھر عام نجس اور حرام اشیاء کے ذریعے علاج کی گنجائش ہے البتہ نشہ آور اشیاء کے ذریعے علاج کسی صورت بھی جائز نہیں۔
- پانچواں قول یہ ہے کہ اونٹ کے پیشاب کے علاوہ ہر قسم کی حرام اور نجس اشیاء سے علاج جائز نہیں۔

مندرجہ بالا اقوال اور ہر قول کے مستدلات کو سامنے رکھتے ہوئے یہ بات سامنے آئی ہے کہ حرام اشیاء سے علاج کے سلسلے میں احناف کا موقف مقاصد شریعت سے نسبتاً زیادہ مطابقت رکھتا ہے اور یہ قول دو وجوہات سے راجح معلوم ہوتا ہے۔ پہلی وجہ یہ ہے کہ اس قول کے مطابق ضرورت کے وقت ہر قسم کے حرام اور نجس اشیاء سے علاج کی گنجائش ہے۔ اور ظاہر ہے کہ انسانی جان کی حفاظت شریعت کے مقاصد میں سے اہم مقصد ہے۔ لہٰذا

---

[1] النووی، المجموع شرح المہذب، 50:9

انسانی جان کی حفاظت کے لیے تمام ذرائع استعمال کرنا ضروری ہے۔ اور خود شریعت اسلامیہ نے بھی انسانی جان کی حفاظت کے لیے حرام چیز کے استعمال کی اجازت دی ہے جیسے کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ ضرورت کے تحقق کے لیے احناف دو معقول اور اہم شرائط لگاتے ہیں۔ ایک یہ کہ کوئی جائز ذریعہ علاج میسر نہ ہو اور دوسرا یہ کہ اس بات کی تائید مسلمان طبیب کے ذریعے ہو جائے۔

ویکسینیشن کا شرعی حکم

آجکل کے دور میں وبائی امراض میں بیماری سے بچاؤ کے لیے ویکسین کا استعمال کیا جاتا ہے۔ اس ویکسین میں اگر حرام مواد کی آمیزش نہ ہو تو اس صورت میں ویکسین لگوانا شرعاً بلاشبہ جائز ہو گا۔ تاہم اگر ویکسین میں حرام اشیاء کی آمیزش ہو تو اس کا استعمال جائز ہے یا نہیں؟

اس سلسلے میں دو امور غور طلب ہیں: پہلی بات یہ ہے کہ اگر ویکسین میں حرام مواد کی آمیزش ہے اور ایک شخص بیماری سے بچاؤ کے لیے وہ ویکسین لگوانا چاہتا ہے تو سوال یہ ہے کہ آیا یہاں اس ضرورت کا تحقق ہے جس ضرورت کی بنیاد پر حرام چیز کا استعمال بطور علاج جائز ہے؟۔ یہ بات قابل غور اس لیے ہے کہ اس صورت میں علاج کرنے والا شخص بیمار نہیں بلکہ حفظ ماتقدم کے طور پر اس حرام کی آمیزش والی دواء کا استعمال کر رہا ہے تو آیا حقیقی ضرورت ہے یا نہیں۔

دوسرا قابل غور امر یہ ہے کہ آیا ویکسین میں حرام مواد کی آمیزش سے اس حرام چیز کی ماہیت تبدیل ہو گئی اور وہ حلال شے بن گئی یا نہیں؟ بلکہ بدستور اپنی ماہیت کے ساتھ قائم ہے۔ لہٰذا اگر انقلاب ماہیت ہو گیا ہے پھر تو وہ ویکسین جائز ہو گی۔ اور وہ جائز دواء کے طور پر حفظ ماتقدم کے طور پر بھی استعمال کرنا جائز ہے۔ لیکن اگر انقلاب ماہیت نہیں ہوا تو وہ بدستور حرام ہے اور پھر حرام چیز کے استعمال میں جو شرائط ہیں ان کا پایا جانا ضروری ہے۔

اب ہم ذیل میں ان دو امور میں یعنی حرام چیز کو بطور علاج استعمال کرنا اور انقلاب ماہیت کے احکام کے سلسلے میں فقہاء کی آراء کا تحقیقی جائزہ لیتے ہیں۔

انقلاب ماہیت کی تحقیق

انقلاب ماہیت کا مطلب ہوتا ہے کہ کسی چیز کی اپنی طبعیت اور صفت تبدیل ہو جائے۔ چنانچہ الموسوعہ الفقہیہ الکویتیہ میں انقلاب ماہیت کو استحالہ کہا گیا ہے اور اس کی تعریف درج ذیل الفاظ میں کی گئی ہے۔ الإستحالة تغير

الشيء عن طبعه و و صفه کسی چیز کی طبیعت اور وصف تبدیل کر دینا استحالہ (انقلاب ماہیت) کہلاتا ہے۔[1]
مزید برآں موسوعہ میں وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ استحالہ کی مختلف صورتیں ہیں کبھی تو کوئی چیز اپنی حالت تبدیل کر دے جیسے گوبر شراب اور سور جیسی ناپاک چیزوں کا اپنی ذات سے پھر جانا اس طور سے کہ ان کی صفات تبدیل ہو جائیں۔

جمہور فقہائے حنفیہ، مالکیہ اور ایک روایت کے مطابق حنابلہ کی بھی رائے یہ ہے کہ کوئی بھی نجس ایسی چیز جو اپنی حالت تبدیل کر دے وہ پاک تصور ہو گی۔ لہٰذا ناپاک چیز کی راکھ پاک ہو گی۔ اس طرح گدھا، یا کوئی بھی جانور مٹی بن جائے تو وہ پاک تصور ہو گا[2] اس کی وجہ یہ ہے کہ شریعت کسی بھی چیز پر نجس ہونے کا حکم اس کی حقیقت اور وصف پر لگاتی ہے جس حالت میں وہ تبدیلی سے پہلے تھا۔ لہٰذا جب اس کی ماہیت تبدیل ہو گئی تو اب وہ گوشت پوست نہیں رہا بلکہ نمک بن گیا۔

انقلاب ماہیت کے اسباب

مختلف چیزوں کی ماہیت مختلف اسباب سے تبدیل ہو جاتی ہے۔ مثلاً کسی چیز کا جلنا، کسی چیز کا دوسری چیز سے مل جانا اور دھوپ لگنا وغیرہ۔ بعض اوقات کسی چیز کی ماہیت اس وجہ سے بھی تبدیل ہو جاتی ہے کہ وہ مدتوں ایک حالت میں رہتی ہے۔

دواؤں میں انقلاب ماہیت کے احکام

آجکل دواساز کمپنیاں دوائیاں بناتی ہیں۔ ان دواؤں میں بعض اوقات کوئی ایسی چیز ملائی جاتی ہے جس کو کھانا یا استعمال کرنا شرعاً جائز نہیں جیسے شراب اور الکوحل وغیرہ۔
اب یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آیا ان دواؤں کا استعمال جائز ہے یا نہیں۔ اس سوال کا درست جواب جاننے کے لیے ضروری ہے کہ اس سلسلے میں سامنے آنے والی مختلف صورتوں کا جائزہ لیا جائے۔

---

[1] وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية ،الموسوعة الفقهية الكويتية ،الطبعة الثانية، دارالسلاسل - الكويت ،الطبعة الثانية،من 1404 - 1427 هـ.،3: 213

[2] ایضا

پہلی صورت اس بیمار کی ہے کہ جس کے بارے میں متعین ہو کہ اس کا علاج سوائے اس حرام شے کے استعمال کے اور کوئی نہیں ہے اور یہ بات ایک مسلمان صادق طبیب کہہ دے تو اس صورت میں اس بیمار کے لیے اس کا استعمال جائز ہو گا۔

اس سلسلے میں علامہ حموی نے شرح الاشباہ میں نقل کیا ہے کہ مریض کے لیے 'مردار کھانا' خون اور پیشاب پینا جائز ہے جبکہ کوئی مسلمان ڈاکٹر اس کو کہے کہ اس کی (بیماری) کی شفاء اسی میں ہے"۔ [1] لہٰذا اگر متعین ہو کہ شفاء حرام ہی کے استعمال میں ہے تو پھر تو حرام چیز کو بطور دوائی استعمال کرنا جائز ہے۔ اس لیے قرآن کریم کی آیت: ﴿وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ إِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ إِلَيْهِ﴾ [2] "حالانکہ بلاشبہ اس نے تمہارے لیے وہ چیزیں کھول کر بیان کر دی ہیں جو اس نے تم پر حرام کی ہیں، مگر جس کی طرف تم مجبور کر دیے جاؤ"

آیت اس پر وضاحت کے ساتھ دلالت کرتی ہے۔ علامہ ابن حزم نے المحلی میں اس آیت کو نقل کرنے کے بعد فرمایا ہے کہ دارو ودواء کے طور پر حرام چیزوں کا استعمال جائز ہے۔ اور فقہی قاعدہ بھی ہے ضرورت ممنوعہ چیزوں کو مباح کر دیتی ہے [3] البتہ اگر حرام دواء کے استعمال سے صرف یہ فائدہ حاصل کرنا ہو کہ جلد صحت یاب ہو جائے۔ یعنی اگر حرام دواء کا استعمال نہ کرے تو صحت یاب ہونے میں دیر لگے گی۔ جبکہ حرام دواء کے استعمال سے جلد صحت یابی کی امید ہو اور ڈاکٹر بھی یہ کہہ دے تو پھر کیا حکم ہے؟ اس کا حکم ذیل کی سطور میں دینے کی کوشش کی جائیگی کہ جب ضرورت متحقق نہ ہو بلکہ ممکن الوقوع ہو تو کیا وہ حرام کے استعمال کو جائز کرتی ہے یا نہیں۔ لہٰذا دوائیوں میں اگر ناپاک چیز ملتی ہے اور یہ بات متعین ہو کہ واقعی ناپاک چیز ہے اور اس ناپاک چیز کا اس مقدار میں استعمال ناجائز ہے تو پھر ایسی دوائی حرام اشیاء میں شمار کی جائیگی اور بلاضرورت اسکا استعمال جائز نہ ہو گا۔ لیکن اگر حرام چیز دواء میں اس طور پر ملائی گئی کہ کیمیاوی عمل کے ذریعے اس کی حقیقت اور ماہیت تبدیل ہو گی تو اس

---

[1] الحموي ، أحمد بن محمد مكي ،غمز عيون البصائر في شرح الأشباه والنظائر، دار الكتب العلمية،الطبعة: الأولى، 1405هـ-- 1985م، 1: 275

[2] الأنعام: 120

[3] الجويني، عبد الملك بن عبد الله بن يوسف,البرهان ،دار القلم , ادارة العلوم الثقافية - دمشق , بيروت الطبعة الأولى ، 1408 ، 2: 82

صورت میں وہ دواء جائز تصور ہو گی۔ تاہم اگر حرام چیز کی آمیزش سے حرام چیز کی ماہیت خواص اور صفت تبدیل نہ ہوئی تو اس صورت میں اس کا استعمال جائز نہ ہو گا اور وہ حرام تصور ہو گی۔

کورونا کی ویکسین کا شرعی حکم

کورونا وباء کا معاملہ صرف کسی فرد کا ذاتی معاملہ نہیں بلکہ ایک فرد کی بیماری کا اثر پورے معاشرے پر پڑتا ہے کیونکہ یہ ایک متعدی بیماری ہے۔ مزید یہ کہ اس وبائی بیماری کے نتیجے میں دنیا میں لاکھوں لوگ اپنی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں۔ اور کروڑوں لوگ اس بیمار سے متاثر ہوئے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کرونا وباء کے نتیجے میں پیدا ہونے والے حالات عام نہیں بلکہ ایک غیر معمولی صورت حال ہے۔ اب اگر کرونا کی ویکسین میں حرام مواد کا استعمال بھی ہو اور حرام مواد انقلاب ماہیت کے عمل سے بھی تبدیل نہیں ہوا بلکہ وہ مادہ اپنی اصل ماہیت اور وصف کو برقرار رکھتے ہوئے اس دواء یا ویکسین کا حصہ ہے تو کیا اس صورت میں بیماری سے نجات کے لیے اس کا استعمال درست ہو گا؟

عموماً فقہاء نے جب ضرورت کے تحت کسی حرام چیز کے استعمال کی اجازت دی ہے تو انہوں نے یہ شرط لگائی ہے کہ ضرورت متحقق ہو صرف کسی موہوم امر کی وجہ سے کسی حرام چیز کے استعمال کی اجازت نہیں۔ تاہم کرونا وباء کی صورت حال استثنائی ہے اور یہ غیر معمولی حالات ہیں اس وجہ سے دو ہی صورتیں ہیں کہ یا تو اس صورت حال کو اس طرح رکھا جائے اور ویکسین حرام اشیاء کے آمیزش کی وجہ سے حرام قرار پائے اور اس کا استعمال جائز نہ ہو۔ ظاہر ہے یہ صورت حال مقاصد شریعت کے خلاف ہے۔ کیونکہ ویکسین کا استعمال نہ کرنے سے ڈاکٹروں کے مطابق ظن غالب یہ ہے کہ یہ بیماری مزید پھیلے۔ اور ظاہر ہے کہ عموماً ایسے معاملات میں ظن غالب ہی کا اعتبار کیا جاتا ہے، چنانچہ علامہ کاسانی نے بدائع الضائع میں لکھا ہے۔ وَالْغَالِبُ مُلْحَقٌ بِالْمُتَيَقَّنِ فِي الْأَحْكَامِ[1] غالب کا حکم احکام میں متیقن کا ہے۔ یعنی جس کے بارے میں غالب گمان یہ ہے کہ اس نے واقع ہونا ہے تو وہ ایسا ہی ہے جیسے اس کے بارے میں یقین ہو۔ گویا اصل یہ ہے کہ شرعی احکام کی بنیادی علم یقینی ہو کیونکہ اللہ رب العزت کا ارشاد

---

[1] الكاساني، علاء الدين، أبو بكر بن مسعود بن أحمد ،بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، دار الكتب العلمية الطبعة: الثانية، 1406هـ-- 1986م، 1: 107

ہے اس چیز کے پیچھے نہ پڑیں جس کا تیرے پاس علم نہیں"[1] تاہم ضرورت گمان کی بنیاد پر عمل کرنے کا تقاضہ کرتی ہے۔ کیونکہ زیادہ تر پیش آمدہ صورتوں میں یقینی علم ممکن نہیں ہوتا، لہٰذا ظن کی بنیاد پر شرعی حکم ثابت ہوتا ہے۔

جب شرعی احکام کی بنیاد ظن غالب پر ہے اور سابقہ پیش آمدہ صورت حال کے پیش نظر ظن غالب یہ ہے کہ ویکسین کے عدم استعمال سے بیماری بڑھنے اور پھیلنے کا خدشہ ہے تو یہ صورت حال حرام کے استعمال کے جواز کے لیے بظاہر سبب بن سکتی ہے۔ پھر دواء اور علاج کے سلسلے میں احکام کی بنیاد عموماً علم ظن پر ہے۔ اس معاملہ میں اکثر احکام ایسے ہیں کہ جن میں یقین سے کوئی بات نہیں کی جاسکتی لہٰذا ڈاکٹرز اور اس فن کے محققین کے لیے فقہاء نے گنجائش دی ہے کہ وہ ظن غالب کی بنیاد پر فیصلے کریں اور وہ فیصلہ ان کا شرعاً معتبر ہوگا۔ علامہ مرادی الانصاف میں لکھتے ہیں: حيثُ قبِلْنا قولَ الطَّيبِ، فإنَّه يَكْفِي فيه غَلَبَةُ الظَّنّ. على الصَّحيحِ مِنَ المذهبِ[2] چونکہ ہم نے طبیب کے قول کو (ان معاملات میں) قبول کر لیا لہٰذا اس میں صحیح مذھب کے مطابق غلبہ ظن کافی ہوگا۔ اس سلسلے میں شریعت اسلامیہ کے درج ذیل اصولوں کے پیش نظر حرام مواد کو آمیزش والی ویکسین جس میں حرام مواد کی انقلاب ماہیت نہ ہوئی ہو، کے استعمال کی گنجائش معلوم ہوتی ہے۔

پہلی بات یہ ہے کہ حفظ النفس یعنی انسانی جان کی حفاظت شریعت اسلامیہ کے بنیادی مقاصد میں سے ایک مقصد ہے لہٰذا انسانی جان کی حفاظت ویکسین میں مطلوب ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ ویکسین میں حرام مواد کا استعمال بہت کم مقدار میں استعمال ہوتا ہے۔ لہٰذا اتنی تھوڑی ویسے بھی شریعت میں معاف ہے۔ چنانچہ علامہ ابن قدامہ نے اپنی معروف کتاب "المغنی" میں لکھا ہے: يسير تجري المسامحة فيه[3] کم مقدار کی چیز کو نظر انداز کیا جاتا ہے۔ لہٰذا چونکہ ویکسین میں حرام مواد کا استعمال مقدار میں ہوتا ہے اس وجہ سے وہ معاف تصور کیا جاسکتا ہے۔ اسی طرح محمد صدقی موسوعۃ القواعد الفقہیہ میں لکھتے

---

[1] الإسراء: 36

[2] المَرْداوي ، علاء الدين أبو الحسن علي بن سليمان بن أحمد ،الإنصاف في معرفة الراجح من الخلاف (المطبوع مع المقنع والشرح الكبير)، هجر للطباعة والنشر والتوزيع والإعلان، القاهرة - جمهورية مصر العربية،الطبعة الأولى، 1415 هـ-- 1995 م، 5 : 19

[3] ابن قدامة ، أبو محمد موفق الدين عبد الله بن أحمد بن محمد ،المغني مكتبة القاهرة بدون طبعة، 5: 385

ہیں:

"الأصل عند أئمة الحنفية الثلاثة: أن القليل من الأشياء معفو عنه"[1] احناف کے ائمہ ثلاثہ کے ہاں اصول یہ ہے کہ اشیاء میں قلیل مقدار معاف ہے۔

تیسری اہم بات یہ ہے شریعت نے حرج اور مشکل کو دفع کرنے کا کہا ہے اگر حرام کی آمیزش والی ویکسین کے عدم جواز کا حکم لگایا جائے تو لوگ حرج اور مشکل میں پڑ جائیں گے۔ کیونکہ کوئی متبادل علاج نہیں ہے۔ جبکہ یہی ایک قسم کی موثر ویکسین دستیاب ہے۔ چوتھی اہم بات یہ ہے کہ شرعی مصلحت کا بھی تقاضہ یہ ہے کہ ویکسین کے استعمال کی اجازت دی جائے اگرچہ اس میں حرام مواد کی آمیزش ہو کیونکہ یہ ویکسین استعمال نہ کرنے کی صورت میں پورے معاشرے کو نقصان ہے اور بیماری پھیلنے کا ظن غالب ہے۔ پانچویں اہم بات یہ ہے کہ فقہاء نے حرام چیز کو دواء کے طور پر استعمال کرنے کی اجازت دی ہے۔ اگر بیماری پائی جاتی ہے اور ویکسین حفظ ماتقدم کے طور پر قبل از بیماری لگائی جاتی ہے اور کیونکہ وباء ہونے کی وجہ سے بیماری لگنے کا اور پھیلنے کا ظن غالب ہوتا ہے اس وجہ سے متوقع بیماری کو یہاں پر متحقق بیماری پر قیاس کرنے میں کوئی حرج معلوم نہیں ہوتا۔ خصوصاً جبکہ معاملہ بھی انسانی جان کی حفاظت کا ہے۔

خلاصہ بحث

خلاصہ بحث یہ ہے کہ آج کل کے دور میں دواؤں میں بھی حرام اشیاء کی آمیزش ہوتی ہے۔ لہٰذا اگر دوائیوں میں ناپاک چیز ملتی ہے اور یہ بات متیقن ہو کہ واقعی ناپاک چیز ہے اور اس ناپاک چیز کا اس مقدار میں استعمال ناجائز ہے تو پھر ایسی دوائی حرام اشیاء میں شمار کی جائے گی اور بلا ضرورت اسکا استعمال جائز نہ ہو گا۔ لیکن اگر حرام چیز دواء میں اس طور پر ملائی گئی کہ کیمیاوی عمل کے ذریعے اس کی حقیقت اور ماہیت تبدیل ہو گئی تو اس صورت میں وہ دواء جائز تصور ہو گی۔ تاہم اگر حرام چیز کی آمیزش سے حرام چیز کی ماہیت خواص اور صفت تبدیل نہ ہوئی تو اس صورت میں اس کا استعمال جائز نہ ہو گا اور وہ حرام تصور ہو گی۔ اس سلسلے میں شریعت اسلامیہ کے درج ذیل

---

[1] أبو الحارث الغزي ، محمد صدقي بن أحمد بن محمد آل بورنو ،مُوْسُوعَة القَواعِدُ الفِقْهِيَّة، مؤسسة الرسالة، بيروت – لبنان االطبعة: الأولى، 1424 هـ-- 2003 م، ½: 43

اصولوں کے پیش نظر حرام مواد کی آمیزش والی ویکسین جس میں حرام مواد کی انقلاب ماہیت نہ ہوئی ہو، کے استعمال کی گنجائش معلوم ہوتی ہے۔ پہلی بات یہ ہے کہ حفظ النفس یعنی انسانی جان کی حفاظت شریعت اسلامیہ کے بنیادی مقاصد میں سے ایک مقصد ہے لہٰذا انسانی جان کی حفاظت ویکسین میں مطلوب ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ ویکسین میں حرام مواد کا استعمال بہت کم مقدار میں استعمال ہوتا ہے تیسری اہم بات یہ ہے شریعت نے حرج اور مشکل کو دفع کرنے کا کہا ہے اگر حرام کی آمیزش والی ویکسین کے عدم جواز کا حکم لگایا جائے تو لوگ حرج اور مشکل میں پڑ جائیں گے۔ کیونکہ کوئی متبادل علاج نہیں ہے مزید کہ فقہاء نے حرام چیز کو دواء کے طور پر استعمال کرنے کی اجازت دی ہے۔ اگر بیماری پائی جاتی ہے اور ویکسین حفظ ماتقدم کے طور قبل از بیماری لگائی جاتی ہے تاہم چونکہ وباء ہونے کی وجہ سے بیماری لگنے کا اور پھیلنے کا ظن غالب ہوتا ہے اس وجہ سے جب مسئلہ بھی انسانی جان کی حفاظت کا ہے تو متوقع بیماری کو یہاں پر متحقق بیماری پر قیاس کرنے میں کوئی حرج معلوم نہیں ہوتا۔